توکل علی اللہ

رضوانہ عثمان

توکل کا لفظ "و، ک، ل،" کے سہ حرفی مادہ سے ہے جس کے معنی ہیں اپنا معاملہ کسی رائے، تدبیر یا مکمل با اعتماد ہستی پر چھوڑ دینا اور اس کے بعد اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا۔

اصطلاح میں اس کے معنی ہیں انسان اس کائنات میں صرف ایک ذات ہی ایسی پاتا ہے جو ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہے اور جس سے بڑھ کر کوئی سہارا نہیں ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، اس ذات پر مکمل بھروسہ اس رویہ کے ساتھ کہ انسان اپنی خواہشات کی تکمیل میں حرص اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے توکل کہلاتا ہے یہی شرعی توکل ہے۔

توکل کے تقاضے

۱۔ انسان کو اللہ کی رہنمائی پر کامل اعتماد ہو اور وہ یہ سمجھے کہ حقیقت کا جو علم اخلاق کے جو اصول، حلال وحرام کی جو حدود اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کے جو قواعد وضوابط اللہ نے دیئے ہیں وہی برحق ہیں اور انہی کی پیروی میں انسان کی خیر ہے۔

۲۔ انسان کا بھروسہ اپنی قابلیت اپنے ذرائع و سائل اپنی تدابیر، اور اللہ کے سوا دوسروں کی امداد واعانت پر نہ ہو بلکہ وہ پوری طرح یہ بات ذہن نشین رکھے کہ دنیا وآخرت کے مقابلے میں اس کی کامیابی کا انحصار اللہ کی توفیق وتائید پر ہے اور اللہ کی توفیق وتائید کا وہ اسی صورت میں مستحق ہو سکتا ہے جبکہ وہ اس کی رضا کو مقصود بنا کر اس کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرتے ہوئے کام کرے۔

۳۔ انسان کو ان وعدوں پر بھروسہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے ایمان وعمل صالح کا رویہ اختیار کرنے والے اور باطل کی بجائے حق کیلئے کام کرنے والے بندوں سے کئے ہوئے ہیں۔ اور انہی وعدوں پر اعتماد کرتے ہوئے وہ ان تمام فوائد و منافع اور لذائذ کو تج دے جو باطل کی راہ پر جانے کی صورت میں اسے حاصل ہوتے نظر آتے ہیں اور ان سارے نقصانات ان تکلیفوں اور محرومیوں کو برداشت کر جائے جو حق پر استقامت کی وجہ سے ان کے نصیب میں آئیں۔

توکل کی اھمیت:

۱۔ ایمان کا تقاضا

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی اور آخرت کے ہر پہلو میں اس پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اپنا ہر معاملہ اس پر چھوڑ دیا جائے قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

واذا تلیت علیهم آیاته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون۔

اور جب انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر مکمل بھروسہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

۲۔ مصائب میں بے اطمینانی کا علاج

اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے والے اس کے ذریعے مصائب میں بے اطمینانی سے محفوظ رہتے ہیں ارشاد خداوندی ہے۔

کہہ دیجئے ہمیں ہرگز کوئی برائی یا بھلائی نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اللہ ہی ہمارا مولا ہے اور ہر اہل ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

جو اذیتیں تم لوگ ہمیں دے رہے ہو ان پر ہم صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

۳۔ توکل استغناء پیدا کرتا ہے

مخالفین کے رویے سے بعض اوقات دل برداشتگی پیدا ہوتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ اللہ کی ذات پر مکمل توکل کیا جائے اس سے طبائع میں استغناء پیدا ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم (التوبه)

اگر یہ لوگ تم سے منہ پھیرتے ہیں تو اے

نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے میرے لئے بس اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

۴۔ توکل دلیری پیدا کرتا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے اندر توکل ہی کے ذریعے فرعون کے خلاف دلیری پیدا کی آپ نے فرمایا:

اے قوم! اگر تم واقعی مسلمان ہو (تو فرعون کی قوم سے خوف نہ کھاؤ) بلکہ ایمان کے تقاضے کے تحت اللہ ہی پر بھروسہ کرو (یونس)

حضرت ہودؑ نے بھی ان الفاظ کے ساتھ اپنی دلیری کا اظہار فرمایا:

فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون. انی توکلت علی اللہ ربی وربکم

تم سب مل کر میرے خلاف تدبیر کرلو پھر مجھے مہلت نہ دو بے شک میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا جو میرا بھی پروردگار ہے تمہارا بھی۔

۵۔ توکل شیطان کے فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے

توکل ایک ایسا سہارا ہے جس کے ذریعے متوکل شیطانی آزمائشوں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

انہ لیس سلطان علی الذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون۔

بے شک اس (شیطان) کا کچھ اختیار نہ چل سکے گا ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے رب پر ہی تکیہ کیا (الدخان)

توکل کی حقیقت، تدبیر + توکل:

عام طور پر توکل کے مفہوم میں لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دنیاوی تدابیر کو بالکل اختیار نہیں کرنا چاہئے اسلام نے یہ سبق ہرگز نہیں دیا بلکہ تدبیر اختیار کرنے کے بعد نتائج کی ڈوری اللہ پر چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے مشہور واقعہ ہے کہ ایک صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا تمہارا اونٹ کدھر ہے؟ صحابی نے عرض کیا اللہ کے توکل پر چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا پہلے اس کا گھٹنا باندھ لو پھر توکل کرو: اعقلھا فتوکل۔

قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے:

وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرھا ومرسھا ان ربی لغفور الرحیم۔

یہ ہے مومن کی اصل شان وہ عالم اسباب میں ساری تدابیر اسی طرح اختیار کرتا ہے جس طرح اہل دنیا کرتے ہیں مگر اس کا بھروسہ ان تدبیروں پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اور وہ خوب سمجھتا ہے۔ کہ اس کی کوئی تدبیر نہ تو ٹھیک شروع ہو سکتی ہے اور نہ آخری مطلوب تک پہنچ سکتی ہے۔ جب تک اللہ کا فضل وکرم شامل نہ ہو۔

حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی میرے بچو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا مگر میں اللہ کی مشیت سے تمہیں نہیں بچا سکتا حکم اس کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا۔ اس پر میں نے بھروسہ کیا اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے (یوسف)

تدبیر اور توکل کے درمیان یہ ٹھیک ٹھیک توازن جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول میں نظر آتا ہے دراصل علم حقیقت کے اس فیضان کا نتیجہ تھا جو اللہ کے فضل سے ان پر ہوا تھا ایک طرف وہ عالم اسباب کے قوانین کے مطابق تمام ایسی تدبیریں کرتے ہیں جو عقل وفکر اور تجربہ کی بنا پر اختیار کرنی ممکن تھیں۔ بیٹوں کو ان کا پہلا جرم یاد دلا کر تنبیہ کرتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ ویسا ہی جرم کرنے کی جرات نہ کریں ان سے خدا کے نام پر عہد و پیمان لیتے ہیں کہ سوتیلے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ سیاسی حالات کو دیکھتے ہوئے جس احتیاطی تدبیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسے بھی استعمال کرنے کا حکم دیتے ہیں تاکہ اپنی حد تک کوئی خارجی سبب بھی ایسا نہ رہنے دیا جائے جو ان لوگوں کے گھر جانے کا موجب ہو مگر دوسری طرف یہ بات ان کے پیش نظر ہے اور اسکا بار بار اظہار کرتے ہیں کہ کوئی انسانی تدبیر اللہ کی مشیت کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اور اصل حفاظت اللہ کی حفاظت ہے اور بھروسہ اپنی تدبیروں پر نہیں بلکہ اللہ کے فضل پر ہونا چاہئے۔ یہ صحیح توازن اپنی باتوں اور کاموں میں صرف وہی شخص قائم کر سکتا ہے جو حقیقت کا علم رکھتا ہے۔ جو یہ بھی جانتا ہو کہ حیات دنیا سے ظاہری پہلو میں اللہ کی بنائی ہوئی فطرت انسان سے سعی وعمل کا تقاضا کرتی ہے اور اس سے بھی واقف ہو کہ اس ظاہر کے پیچھے جو حقیقت نفس الامری پوشیدہ ہے اس کی بناء پر اصل کارفرما طاقت کونسی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اپنی سعی وعمل پر بھروسہ کس قدر بے بنیاد ہے یہی وہ بات ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے انہیں سے جس کے ذہن پر ظاہر کا غلبہ ہوتا ہے وہ توکل سے غافل ہو کر تدبیر ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے۔ اور جس کے دل پر باطل چھا جاتا ہے وہ تدبیر سے بے پرواہ ہو کر نرے توکل ہی کے بل پر زندگی کی گاڑی چلانا چاہتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دینی و دنیاوی کاموں میں ہمارے قدم مضبوط رکھے اور ہمارا بھروسہ صرف اللہ ہی کی ذات پر رہے (آمین)